از : حافظ نثار احمد الحسینی (حضرو)

عالم اسلام کی مشہور اور روحانی شخصیت حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

حیات اور خدمات کا مختصر تذکرہ

۶ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ مئی ۱۹۹۷ء عالم اسلام نے اس خبر کو نہایت افسوس سے سنا کہ ممتاز عالم دین مصنف محدث اور مفسر اکابر دیوبندؒ سے آخری نشانی حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی نور اللہ تعالیٰ مرقدہ وصال فرماگئے۔

حضرت قاضی صاحبؒ اکابر دیوبند میں منفرد شان کے مالک تھے۔ آپ بیک وقت مفسر، محدث، شارح حدیث، محقق مؤرخ پیر طریقت سب کچھ تھے۔ وہ اکابر کے علمی اور روحانی کمالات کے پرتو اوران کے مزاج کے صحیح حامل تھے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حضرت قاضی صاحبؒ کا خاندان صدیوں سے علوم دینیہ کی خدمت میں مشہور ہے۔ آپ کے خاندان کے مورث اعلیٰ حضرت بازگل مرحوم حضرت سید گیسودرازؒ کی اولاد سے تھے۔ حضرت بازگل مرحوم حضرت سید احمد شہیدؒ کے قافلہ جہاد میں شامل تھے۔ سقوط بالاکوٹ کے بعد ہزارہ سے نقل مکانی کر کے پنجاب کے مشہور علمی خطہ علاقہ چھچھ کے موضع شمس آباد تشریف لے آئے۔ حضرت قاضی صاحبؒ کے دادا قاضی نادر دینؒ اپنے وقت میں پنجاب کے مشہور شاعر اور مصلح دین تھے۔ حضرت قاضی صاحبؒ کے والد حضرت مولانا مفتی قاضی غلام جیلانیؒ مرحوم برصغیر کے محقق علماء میں سے تھے۔ مناظر اور صاحب قلم عالم دین تھے۔ پچاس کے قریب علمی اور اصلاحی کتب کے مصنف تھے۔ شہید بالاکوٹ سید احمد شہیدؒ کے خلیفہ حضرت مولانا کرامت علی جونپوریؒ کے صاحبزادہ حضرت مولانا عبدالاولؒ نے آپ کی خدمات دینیہ کے اعتراف میں آپ

کو محی الدین کا خطاب دیا۔ سلسلہ نقشبندیہ میں خانقاہ موسیٰ زئی شریف کے سجادہ نشین حضرت مولانا سراج الدینؒ سے مجاز طریقت تھے۔ آپ نے فتنی قادیان مرزا قادیانی کا مقابلہ تحریر و تقریر، مناظرہ ہر میدان میں کیا۔ "تیغ غلام جیلانی گردن قادیانی" آپ کی مشہور لاجواب تصنیف ہے۔ جس نے علمی دنیا میں خراج تحسین حاصل کرنے کے علاوہ مرزا کی جھوٹی نبوت کی دھجیاں بکھیر دیں۔ بنگال میں مرزائیوں کی کثرت تھی ایک عرصہ وہاں گزار کر مرزائیوں کا زور توڑا۔ آپ فقیہہ النفس کے مقام پر فائز تھے۔ ۱۹۲۸ء میں وصال فرمایا اور اپنے آبائی گاؤں شمس آباد مدفون ہوئے۔

حضرت قاضی محمد زاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ اس علمی اور روحانی گھرانہ میں ۲ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ مطابق یکم فروری ۱۹۱۳ء بروز ہفتہ کو پیدا ہوئے۔ قرآن پاک اور ابتدائی عربی فارسی میں تعلیم گھر میں ہی حاصل کی۔ ۱۹۲۸ء شمس آباد سے مڈل پاس کیا۔ ۱۹۲۸ء میں جب آپ منیۃ المصلی اور ہدایت النحو وغیرہ ابتدائی کتابیں پڑھ رہے تھے کہ والد گرامی کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔

بچپنے کا یہ داغ یتیمی آپ کے شوق اور حصول علم کی محبت کو کم نہ کر سکا۔ آپ ذوق وشوق سے علوم اسلامیہ کی تحصیل میں مگن رہے۔ اس وقت علاقہ چھچھ علمائے ربانیین کا مرکز تھا۔ آپ شیخ الہندؒ کے شاگرد رشید مولانا عبدالرحمٰنؒ حمیدی، مولانا عبدالحی لکھویؒ کے فیض یافتہ مولانا سعید الدین اور مولانا عبداللہ جان موضع جلالیہ جیسے باکمال علمائے دین کے فیوضات سے مستفید ہوئے۔ اعلیٰ تعلیم کیلئے ۱۹۳۰ء میں برصغیر کی مشہور دینی درس گاہ دارالعلوم مظاہر علوم سہارنپور تشریف لے گئے وہاں آپ نے مولانا سراج احمد رشیدی، مفتی جمیل احمد تھانویؒ، مولانا مفتی ظہور الحقؒ، مولانا ظریف احمدؒ مولانا فیض الحسنؒ اور مولانا عبداللہ ہزارویؒ جیسے جید اساتذہ کے فیوضات علمیہ سے استفادہ فرمایا۔ بعد ازاں آپ محدث العصر مولانا محمد انور شاہ کاشمیریؒ سے استفادہ کیلئے ڈابھیل تشریف لے گئے جہاں آپ نے بخاری شریف کا سماع حضرت شاہ صاحبؒ سے کیا۔ علاوہ ازیں مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، مولانا محمد ادریس سکھروی وغیرہ سے درس نظامی کی انتہائی کتابیں پڑھیں۔ اسی دوران آپ نے مولانا محمد حسینؒ (حضرو) سے فلسفہ کی مشہور کتاب "صدرا" پڑھی جس کا ترجمہ اور تشریح البدر الحل الصدرا کے نام سے لکھی جو ۱۹۳۶ء میں طبع ہو کر علمی حلقوں سے خراج تحسین وصول کر چکی ہے۔ دور طالب علمی میں یہ آپ کا گراں قدر علمی کارنامہ ہے۔ جس سے آپ کی علمی استعداد کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ نے اس کتاب پر اپنی تقریظ میں فرمایا!

"یہ کتاب خدا کے فضل وکرم اور مؤلف کی عرق ریزی اور کمالات علمیہ کی وجہ سے مستقل کتاب اور صدرا کی شرح بن گئی ہے۔ مجھ کو قوی امید ہے کہ اس کتاب سے شائقین علوم عقلیہ کو بہت زیادہ فائدہ پہنچے گا۔"

آپ کے والد گرامی کی خواہش تھی کہ آپ ایشیا کی مشہور دینی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند سے مستفیض ہوں۔ چنانچہ آپ نے ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹۳۲ء میں دارالعلوم دیوبند میں دورہ حدیث کیلئے داخلہ لیا۔ دارالعلوم دیوبند کی مسند حدیث پراس وقت شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمدمدنیؒ جلوہ افروز تھے۔ آپ نے بخاری اور ترمذی حضرت مدنیؒ سے پڑھی۔ حضرت مدنیؒ کی اردو تقریر کو آپ دوران سبق ہی عربی میں قلمبند فرماتے رہے۔ مسلم شریف مولانا رسول خان ہزارویؒ سے، ابوداؤد شریف مولانا میاں اصغر حسینؒ سے، طحاوی شریف مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ سے، شمائل ترمذی مولانا اعزاز علیؒ سے، موطاامام محمد مفتی محمد شفیعؒ سے، موطاامام مالک مفتی ریاض الدینؒ سے اور مولانا قاری عتیق الرحمن سے پارہ عم کی مشق فرمائی۔ دارالعلوم دیوبند میں آپ نے ان یگانہ روزگار مقربین بارگاہ صمدیت سے علمی اور روحانی فیض حاصل کیا۔ یہ حضرات علم وتقویٰ میں اپنے وقت کے امام تھے، جنکی تربیت باطنی نے آپ کی اوصاف، جمیدہ کو نکھیرا۔

کیا فیض تھا کہ پڑگئی جس پر بھی اک نظر
رشک جنید، شبلی ومنصور ہوگیا

آپ کے دورطالب علمی میں ایک مرتبہ مشہور شاعر مولانا ظفرعلی خان دارالعلوم دیوبند تشریف لائے دارالحدیث میں ان کے اعزازمیں تقریب استقبالیہ منعقد ہوئی۔ اساتذہ اور طلباء نے مولانا ظفرعلی خان کو نظماً اور نثراً خوش آمدید کہا۔ اس موقع پر علمائے دیوبند کی شان میں آپ نے ایک نظم کہی جس میں مرزاقادیانی کے خلاف اکابردیوبندؒ کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

انہی کی ذات اقدس سے بشیرالدین نالاں ہے

اس نظم سے متاثر ہوکر مولانا ظفرعلی خان نے فی البدیہ دیوبند کی شان میں مشہور نظم کہی جسکا پہلا شعر مندرجہ ذیل ہے:

شاد بادوشاد زی اے سرزمین دیوبند
ہند میں تو نے کیا اسلام کا پرچم بلند

صوفیانہ مسلک :-

قیام سہارنپور کے زمانہ میں حضرت مدنیؒ سے عقیدت پیدا ہوگئی جو بالآخر حضرت مدنیؒ کے دامن فیض سے وابستگی کا سبب بنی ۔ حضرت قاضی صاحبؒ خود اسکی تفصیل میں فرماتے ہیں :

" حضرت (مدنیؒ) کانگرس یا جمعیت العلماء کی دعوت پر سہارنپور تشریف لاتے اور فرودگاہ میں تقریر فرماتے ۔ اسی وقت سے آئینہ دل میں حضرت کا نقش اسی طرح ثبت ہوگیا کہ آج تک باقی ہے ، اور انشاء اللہ باقی رہے گا ۔ مگر زیادہ قرب دارالعلوم دیوبند میں دورہ حدیث کے داخلہ پر نصیب ہوا ۔ کئی بار (بیعت) درخواست کی مگر یہی جواب ملا کہ استخارہ کرلیا جائے ۔ ایک رات سید دوعالم جناب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بیعت کا حکم ملا ۔ وہ پوری خواب لکھ کر ارسال کردی تو جواب فرمایا کہ ملاقات پر انشاء اللہ بیعت کرلی جائے گی ۔ آخر وہ سعادت آفرین گھڑی آگئی کہ مورخہ ۲۶ شعبان ۵۵ ھ / ۱۲ نومبر ۳۶ء بروز جمعرات نماز مغرب کے بعد اسی مسجد میں چند دیگر سعادت مندوں کے ساتھ بیعت کا شرف حاصل ہوگیا ۔"

تمہیں سے پاؤں گا یہ نعمت دنیا و دیں ساقی
کہیں کیوں جاؤں تیرے میکدے میں کیا نہیں ساقی

کہیں ملاقاتوں اور کہیں خط وکتابت سے منازل سلوک طے ہوتی رہیں ۔ تسبیحات ، اذکار ، اشغال اور مراقبات کی تکمیل کے بعد آپ کی باطنی ترقیات اور ازلی سعادت مندی تھی کہ حضرت مدنیؒ نے سلسلہ چشتیہ کے اذکار واشغال کی تلقین کی اجازت عنایت فرمادی ۔

اں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشند خدائے بخشندہ

۱۹۳۶ء میں جب آپ حضرت مدنیؒ کی زیارت کیلئے دیوبند تشریف لے گئے تو وہاں سے واپسی پر حضرت مدنیؒ نے حضرت لاہوریؒ کے نام آپ کو دستی رقعہ عنایت فرمایا ۔ جس میں آپ کے متعلق بھی ایک جملہ لکھا " علمی اور عملی حالت ماشاء اللہ قابل اطمینان ہے " ۔ اب حضرت لاہوریؒ کے ہاں بھی آپ کا آنا جانا شروع ہوگیا ۔ ۱۹۳۹ء میں جب آپ پہلی مرتبہ حج بیت اللہ کو جارہے تھے تو حضرت لاہوریؒ کی خدمت میں حاضری دی ۔ حضرت لاہوریؒ نے آپ کو اپنے قلمی دستخطوں سے مزین اپنا ترجمہ قرآن پاک عنایت فرمایا ، یہ محض ایک تحفہ نہ تھا بلکہ حضرت لاہوریؒ نے آپ بقول آپ کے اپنا فیض قرآنی آپ کو منتقل فرمادیا ۔ ۱۹۵۷ء میں حضرت مدنیؒ کے

وصال کے بعد حضرت لاہوریؒ کی خدمت میں حاضری زیادہ ہوگئی۔ ۱۹۶۱ء میں حضرت لاہوریؒ ایبٹ آباد تشریف لائے تو ازخود فرمایا۔ میں چاہتا ہوں کہ سلسلہ قادریہ میں آپ کی تکمیل کرادوں۔ ابتدائی اسباق بھی تلقین فرمائے۔ اس سال ۱۵ مئی ۱۹۶۱ء ایبٹ آباد تشریف آوری پر آپ کو اجازت بیعت سے نوازتے ہوئے اپنا مجاز فرمایا۔

حضرت لاہوریؒ آپ سے انتہائی محبت اور غایت درجہ اعتماد فرماتے تھے۔ آپ کی تصنیف معارف القرآن کی تقریظ میں حضرت لاہوریؒ نے لکھا " محترم المقام حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب موجودہ دور کے ان علماء کرام میں سے ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے کرم وفضل سے کتاب وسنت کے سمجھنے کے لئے خصوصی ملکہ عطا فرمایا ہے۔"

اب تک ہزارہا لوگوں کی زندگیوں میں انقلاب برپا ہوا، بے شمار سینے اللہ تعالیٰ کی محبت سے گرمائے گئے۔ ہزارہا گھروں اور خاندانوں میں اللہ تعالیٰ کے پاک نام کی ضربیں لگ رہی ہیں۔ مسجد کا منہ نہ دیکھنے والوں سے آج تہجد بھی قضا نہیں ہوتی۔

سلامت تیرا میخانہ سلامت تیرے مستانے
رہے کار نگ عالم میں یہی تایوم دیں ساقی

تدریسی خدمات :-

۱۹۳۲ء میں جب آپ دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہوکر اپنے آبائی گاؤں شمس آباد تشریف لائے تو گاؤں میں " مدرسہ محمدیہ" کی بنیاد رکھی۔ اللہ تعالیٰ نے افہام وتفہیم اور فصاحت وبلاغت کا ملکہ عطا فرمایا تھا۔ عظیم علمی خوبیوں والدین کی دعاؤں اور اساتذہ کی شفقتوں کی برکت سے طلباء دور دور سے آتے تھے۔ یہاں آپ نے بخاری سے لیکر کافیہ تک علوم وفنون کی تمام کتب پڑھائیں۔ تعلیم وتدریس کے ساتھ ساتھ علاقہ کی مذہبی ضروریات کا خیال رکھا۔ باطل کا مقابلہ بھی فرمایا۔ ۱۹۳۵ء میں کامرہ میں مشہور شیعہ مناظر شیر احمد فاضل لکھنو کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صداقت پر مناظرہ کیا۔ اور اسے شکست فاش دی۔ ۱۹۴۱ء میں امام الادب مولانا اعزاز علیؒ کے فرمانے پر ڈالوال ضلع جہلم تشریف لے گئے۔ وہاں قادیانیوں کی کثرت تھی خوب کام کا موقع ملا۔ ۱۹۴۹ء میں اٹک تشریف لائے۔ جامع مسجد میں خطابت کے فرائض انجام دیئے اسی دوران جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک میں بطور صدر مدرس بخاری شریف اور ترمذی پڑھائی۔ علامہ سید سلیمان ندویؒ کے ارشاد پر ۱۹۵۱ء میں بطور عربی اور اسلامیات پروفیسر کالج میں آگئے۔ یہاں

آپ کی برکات سے پروفیسر صاحبان اور نوجوان طبقہ میں دین کے جو اثرات پھیلے اور عقائد کی اصلاح ہوئی، اسکی بہار آج بھی دیکھی جاسکتی ہے۔ ۱۹۷۲ء میں آپ اٹک کالج سے ریٹائرڈ ہوئے کالج کے زمانہ میں ہی ۱۹۵۱ء میں آپ نے مدینہ مسجد کی بنیاد رکھ دی تھی۔ کالج سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد زندگی کی آخری ساعتوں تک یہی مدینہ مسجد میں علوم اسلامیہ کی نشرواشاعت اور تصوف وسلوک کی خدمت اور مخلوق خدا کی رہنمائی فرمائی۔

درس قرآن مجید سے خصوصی شغف :-

اللہ تعالیٰ نے اکابر دیوبند سے دین کے ہر شعبہ میں جو کام لیئے ہیں۔ ان میں ایک امت محمدیہ صاجھاالتحیۃ والسلام کو قرآن پاک کے قریب کرنا بھی ہے۔ حضرت شیخ الہندؒ، حضرت سندھیؒ اور حضرت لاہوریؒ نے تراجم قرآن پاک اور درس قرآن مجید کے ذریعہ امت مسلمہ کی جو اصلاح کی ہے عالم اسلام میں اس کے اثرات دیکھے جاسکتے ہیں۔

حضرت اقدس قاضی صاحبؒ کو بھی یہ ذوق اپنے اکابر سے ورثہ میں ملا تھا۔ تصنیف وتدریس اور ہر اعتبار سے علوم قرآنیہ کی خدمت کی۔ بیس (۲۰) کے قریب مختلف قرآنی اسالیب پر دقیع علمی کتابیں لکھیں اور " حیات مستعار" میں جہاں بھی رہے درس قرآن مجید کا ناغہ نہیں فرمایا۔ بلکہ ایبٹ آباد کے زمانہ میں تو دن میں تین تین مقامات پر عرصہ تک درس دیتے رہے۔ شمس آباد، ڈلوال، ایبٹ آباد، کوہاٹ، تربیلہ، نوشہرہ، سنجوال، پشاور، لارنسپور کامرہ، واہ کینٹ اور اٹک وغیرہ کے درودیوار آج بھی آپ کے زمزمہ ہائے قرآن کے گواہ ہیں۔ واہ کینٹ میں ۱۹۴۶ء تا ۱۹۹۷ء ۳۳ سال پابندی سے درس قرآن مجید دیا۔ یہاں تک کہ اس عرصہ میں ایک درس کا ناغہ بھی نہیں ہوا۔ یہ درس ۲۸ جلدوں میں طبع ہو چکا ہے۔

تنظیمی اور ملی خدمات :-

علمائے عصر میں اکابر دیوبند کو اللہ تعالیٰ نے امتیازی شان بخشی ہے کہ انہوں نے معاشرہ کی ہروقتی ضرورت کا خیال رکھتے ہوئے رہنمائی فرمائی۔ درس وتدریس، دعوت اور ارشاد تصنیف وتالیف کے ساتھ ساتھ اگر سیاست میں ضرورت ہوتی تو سیاست میں حصہ بھی لیتے۔ اگر میدان جہاد نے تقاضا کیا تو تلوار اٹھاکر امت مسلمہ کے مسائل کے دوش بدوش چلے۔ حضرت قاضی صاحبؒ کو بھی یہ ذوق اپنے اکابر سے ورثہ میں ملا تھا۔ آپ کی مصروفیات اگر چہ زیادہ درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور ذکروتصوف میں رہی، مگر آپ نے وقت کے اہم مسائل

میں مسلمانوں کی ہر ضرورت کا ساتھ دیا۔ جب ۱۹۳۲ء میں آپ دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہو کر گھر آئے تو علاقہ کے علماء اگر چہ کام کر رہے تھے مگر کوئی تنظیم اور جماعت نہ تھی۔ جمعیت علمائے ہند کی طرز پر جمعیت علمائے اٹک کی بنیاد رکھی۔ جس نے گراں قدر دینی خدمات انجام دیں بعض مذہبی مسائل پر علماء کی اختلاف رائے کیوجہ سے مذہبی انتشار پیدا ہوجاتا تھا۔ آپ نے علاقہ کے علماء کو تنقیح فتویٰ کے نام سے ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا۔

۱۹۴۷ء میں پہلی موثر اسلامی کانفرنس جو نواب زادہ لیاقت علی خان کے زیر صدارت ہوئی۔ آپ نے بھر پور حصہ لیا۔ پاکستان میں سعودیہ کے مشہور سفیر عبدالحمید الخطیب ؒ کے ساتھ مل کر پاکستان کے کئی ملکی اور ملّی مسائل کا حل کیا۔

پاکستان کے پہلے آئین کی تدوین میں حصہ لیا۔ ۱۹۴۹ء میں نیشنل اسلامک اقتصادی کانفرنس میں شرکت کی۔ پاکستان میں اہل سنت کے حقوق کے تحفظ کیلئے بنائی جانیوالی جماعت تنظیم اہل سنت" کے ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے گراں قدر خدمات انجام دیں۔

۱۹۴۷ء سے پہلے لکھنو سے نکلنے والے ایک ہفت روزہ " نیام اسلام" کیلئے بحثیت مدیر اعلیٰ کے خدمات انجام دیں۔ ۱۹۵۳ء اٹک سے ایک ہفت روزہ " آذان" جاری کیا جو ۱۹۵۴ء تک جاری رہا۔ ۱۹۷۱ء میں ماہنامہ " الارشاد" جاری کیا جو ۱۹۸۱ء تک جاری رہا۔ وقتی سیاسی ضروریات میں بھی ہمیشہ علمائے حق کا ساتھ دیا۔

تصنیفی خدمات :-

اللہ تعالیٰ نے تحریر وتصنیف کا بھی اعلیٰ سلیقہ آپ کو عنایت فرمایا تھا۔ وسعت مطالعہ کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہترین حافظہ سے نوازا تھا۔ اس لئے آپ کی ہر تحریر دلائل وبراہین سے مزین ہے۔ علمی اور اصلاحی ہر میدان میں آپ کی سینکڑوں تصانیف یادگار ہیں۔ بخاری کے ترجمۃ الباب تفسیر کے مشکل مسائل فلسفہ کلام کی اور کتب عقائد کی شرح سے لیکر وضو، سجدہ کے فضائل اور عوامی دروس تک آپکی تصانیف ہر طبقہ فکر کیلئے رہنما ہیں۔ مختصراً آپ کی چند کتب کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ ورنہ یہ عنوان خود ایک مستقل تصنیف کا محتاج ہے۔

تفسیر

(۱) آسان تفسیر (۲) درس قرآن عزیز ۲۸ جلدوں میں (۳) معارف القرآن (۴) ضرورۃ القرآن ۲ جلدوں میں (۵) احکام القرآن (۶) راہ نمائے ترجمہ القرآن (۷) قواعد ترجمہ القرآن۔

حدیث

(۱). الرسالۃ المدنیہ (عربی میں) (۲). ضرورت حدیث (۳). روح الباری علی تراجم البخاری
(۴). انوارالحدیث ۲۸ جلدوں میں ۔(۵). مقدمہ انوار المشکوۃ (۶) جواہرالبخاری
(۷). انمول موتی (۸). زادآخرت ۔

فقہ واصول فقہ

(۱). خلاصہ فقہ حنفی (۲). اصول حسینی (اصول الشاشی کا فارسی نظم میں ترجمہ (۳). آئین وراثت
(۴). فقہ اسلامی (۵). حج بیت اللہ وزیارۃ الرسولؐ ۔

علم کلام وفلسفہ

(۱). احسن الفوائد اردو شرح شرح عقائد نسفی (۲). البدرالحل الصدرا ۔

تصوف

(۱). نجات دارین (۲). کشکول رحمت (۳). شجرہ الحسینیہ چشتیہ صابریہ (۴). روحانی تحفہ ۔

سیرت

(۱). رحمت کائناتؐ (۲). بامحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوقار (۳). شان رسول اللہؐ (۴). مقام محمود تاریخ
(۱). پاک بندے (۲) تذکرہ دیار حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔
(۳). تذکرۃ المفسیرین (اردو انگلش) (۴). سیرت صحابہؓ (۵). چراغ محمدؐ (سوانح حضرت مدنی)۔

فضائل

(۱). شان صحابہؓ (۲). برکات وضو (۳). ظل رحمانی (۴). روحانی گلدستہ (۵). سنت الانبیاء (۶). رحمتوں کا خزانہ

لغت

(۱). دینی لغات (۲). محبوب زبان ۔

اورادووظائف

(۱). آغوش رحمت (۲) الحزب الاعظم کا ترجمہ وتواضیح (۳). دامان رحمت ۔

تردید فرق باطلہ

(۱). رحمت کائنات (مسئلہ حیات النبیؐ پر) (۲). عقائد حقہ (۳). درہ زاہدیہ برفرق احمدیہ
(۴) اصلاح الرسوم (۵). قادیانی کیوں کافر ہیں (۶) بھوک اور اسلام (۷) ضرورۃ القرآن (۸) خلافت اولیٰ
(۹). اپنی امت کے نام حضرت مسیحؑ کا پیغام (۱۰). گانا بجانا ۔

وفات حسرت :-

۱۵ اگست ۱۹۸۹ء آپ کو دل کا شدید دورہ پڑا۔ آٹھ (۸) دن کمپلیکس ہسپتال اسلام آباد میں زیر علاج رہے۔ سینے میں پھر دوبارہ تکلیف ہوئی تو کمپلیکس ہسپتال اسلام آباد میں چند دن زیر علاج رہے، ڈاکٹروں نے کام سے منع کیا تھا۔ مگر آپ باوجود انتہائی نقاہت کے مسلسل کام کرتے رہے۔ بیماری کے دوران چراغ محمدؐ، سوانح حضرت مدنیؒ لکھی۔ درس قرآن مجید اور درس حدیث کا بنام انوارالحدیث کا کام کیا۔ علاوہ ازیں بھی کئی عنوانات پر لکھا۔ خطوط کے جوابات روزانہ اپنے قلم سے لکھتے۔ درس نظامی کی انتہائی کتب کی تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ کئی مختلف جگہ پر درس قرآن مجید اور مجالس ذکر کیلئے بھی تشریف لے جاتے۔ آپ کی خواہش تھی کہ میرے معمولات میں کسی بھی چیز کا ناغہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس خواہش کو پورا فرمایا۔ چنانچہ حیات مستعار کے آخری روز بھی صلوۃ خمسہ، تہجد، چاشت، اشراق، صلوۃ الزوال اور اوابین کے علاوہ بے شمار نوافل پڑھے، ذکر واشغال تسبیحات ومراقبات تمام ادا فرمائے۔ ترجمہ القرآن، بخاری شریف، پندنامہ کا سبق پڑھایا۔ تصنیف کا کام کیا۔ ڈاک لکھی، بیعت وارشاد کا سلسلہ جاری رہا۔ عشاء کی نماز باجماعت مسجد سے پڑھ کر گھر تشریف لے گئے۔ رات بارہ بجے اچانک دل کی تکلیف ہوئی۔ سی. ایم. ایچ اٹک لے جائے گئے، خود پیدل چل کر گاڑی میں بیٹھے اور وہاں سے ہسپتال تک بھی خود چل کر گئے۔ ڈاکٹر آکسیجن کی تیاری کر رہے تھے کہ دو بجکر گیارہ منٹ پر تہجد کے وقت جو آپ کیلئے تمام عمر وصال محبوب کا وقت تھا۔ تین مرتبہ اللہ، اللہ، اللہ فرمایا اور جان آفرین کے سپرد کردی۔

"انا للہ وانا الیہ راجعون رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً

ہزاروں منزلیں ہونگی ہزاروں کارواں ہونگے
بہاریں ہم کو ڈھونڈیں گی نجانے ہم کہاں ہونگے

اولاد :-

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹے اور چار بیٹیاں عنایت فرمائیں۔ سب آپ کے حسن تربیت سے نیک صالح اور متقی پرہیزگار ہیں۔ آپ کے تینوں صاحبزادے حافظ قاری اور عالم فاضل ہیں۔ بڑے صاحبزادے مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی مدظلہ، جامعہ اشرفیہ سے فاضل ہیں۔ منجھلے صاحبزادے مولانا قاضی محمد راشد الحسینی مدظلہ اور چھوٹے صاحبزادے مولانا قاضی محمد ابراہیم ثاقب الحسینی مدظلہ